ذرائع ابلاغ کے معاشرے پر منفی اثرات

Negative effects of media on Society

فرزانہ شاہین*

ڈاکٹر سید باچا آغا**

ABSTRACT:

Media often hypes the basic facts or information and presents them so as to increase the superficial appeal of things. The negative effects of media are seen in terms of media changing the people's outlook on life. Media have changed the cultural and moral values of society.

A majority of the audiences believe in what is depicted by the media. The negative effects of media in particular on children are manifested in terms of their changing mental set-up and the declining quality of their lifestyle. The media that is easily accessible to even small children exposes them to things they need not know and will not understand. This article explains deeply about the Negative effects of media on Society.

معنی ومفہوم:

صاحب منجد کہتا ہے کہ:"ابلاغ" کا معنی ہے ترسیل، پہنچانا، بھیجنا اور نشریہ۔[1]

دوسروں تک بات پہنچانے کا نام "ابلاغ" ہے بادی النظر میں یہ ایک معمولی اور مختصر عمل ہے لیکن آج اس عمل کو سائنس کی حیثیت حاصل ہے جس کے بغیر قومیں ترقی کی منازل طے نہیں کرسکتیں اور نہ ہی معاشروں میں انقلابی تبدیلیاں لائی جاسکتی ہیں۔ آج

*Lecturer Islamiat / M.Phil Scholar, SBK, Women University, Quetta

**Assistant Professor, Government Degree College, Quetta.

اس سائنس کو"ابلاغ عام" کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعے ہم تعلیم کو فروغ دے سکتے ہیں، ایک دوسرے کو معلومات اور موجودہ دور کے مصروف انسان کو گھر بیٹھے تفریح کا سامان فراہم کر سکتے ہیں۔ اگر ابلاغ نہ ہو تو فرد، فرد سے اور معاشرہ معاشرے سے کٹ کر رہ جائے اور ان کے درمیان فکری اور عملی ہم آہنگی کی خواہش محض خواب پریشان بن کر رہ جائے۔[2]

ذریعہ ابلاغ:

پیغام بھیجنے کے لئے ہمیں وسیلے کی ضرورت ہوتی ہے، جو ماخذ اور منزل کے درمیان رابطے کا کام دے سکیں۔ "ابلاغ" کی اصطلاح میں ہم کسی وسیلے کو ذریعہ (Channel) کہتے ہیں۔ ذریعہ ابلاغ کتنی قسم کے ہو سکتے ہیں؟ ابلاغ عامہ کے ضمن میں یہ دو قسم کے ہوتے ہیں

1):- الیکٹرانک ذرائع ابلاغ، جس میں ریڈیو اور ٹیلی وژن وغیرہ شامل ہیں۔

2):- طباعتی ذرائع، جس میں اخبارات اور دیگر طباعتی ذرائع شامل ہیں۔

ہمارے حواس خمسہ بھی ذرائع ابلاغ میں شامل ہیں۔ مثلاً ہم اپنی قوت فیصلہ کی مدد سے طباعت یا بصری مواد کا مطالعہ یا مشاہدہ کرتے ہیں، قوت کی بدولت سمعی ذرائع سے استفادہ کرتے ہیں، پیغام دیکھنا، سننا، چکھنا، چھونا اور سونگھنا سب ابلاغ کے مختلف ذرائع ہیں۔[3]

کسی بھی معاشرے میں ذرائع ابلاغ کا کردار اس معاشرے کی تعمیر و ترقی خواہ وہ معاشی ہو، سماجی ہو یا ثقافتی بے حد اہم ہوتا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسانوں اور معاشروں کی اصلاح کے لئے دو طریقے استعمال کئے گئے: ایک تبلیغ اور دوسرا تعزیر، یا تو وعظ اور نصیحت کے ذریعے اصلاح احوال کی کوشش کی گئی یا پھر سختی سے کام لیا گیا۔ انسانوں کے طرز عمل کے سلسلے میں قوانین اور ضابطے وضع کئے گئے اور ان کی خلاف ورزی کی سزا مقرر کی گئی۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سوچنے، سمجھنے اور نیکی و بدی اور غلط و صحیح میں تمیز کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے، اس لئے اگر اسے صحیح انداز میں سمجھنے کی کوشش کی جائے تو وہ کارگر ثابت ہوتی ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے بگڑے ہوئے انسانی معاشروں کی

اصلاح کے لئے تبلیغ کا راستہ اختیار کیااوران کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔

دین اسلام نے جہاں ہر شعبہ زندگی کے اصول وضع کئے ہیں، وہاں ابلاغ عامہ کے لئے بھی اخلاقی ضابطے متعین کئے ہیں۔ ذرائع ابلاغ بھی احکام و حدود کے پابند ہیں جن کا مقصد خیر کا فروغ اور برائی کا انسداد ہے۔ اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ کھری اور سیدھی بات کی جائے، انسان کیلئے ضروری ہے کہ بات ہمیشہ سیدھی اور کھلی کرے نہ کہ گھما پھرا کر، اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ:

وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا۔[4] "اور بات کیا کرو سیدھی بات"۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ صَدَقَةٍ يَّتۡبَعُهَاۤ اَذًى[5]۔

ترجمہ : بھلی بات کہہ دینا اور درگزر کرنا اس صدقے سے بہتر ہے جس کے بعد کوئی تکلیف پہنچائی جائے۔

اسلامی نظریہ ابلاغ میں صدق اور عدل ابلاغ کے نمایاں ترین اصول ہیں۔ قرآن پاک میں سچائی کی راستی اختیار کرنے والوں کو متقین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

وَاِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوۡا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى[6]

ترجمہ: اور جب کوئی بات کہو تو انصاف کرو۔ اگرچہ کوئی قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔

ابلاغی معاملات خواہ عدالت کے ہوں یا معاشرتی برائیوں کے خلاف آواز اٹھانے کی بات، جہاں تک ممکن ہو حق بات کی جائے اور سچائی کو چھپایا نہ جائے۔

وَلَا تَكۡتُمُوا الشَّهَادَةَ ‌ؕ وَمَنۡ يَّكۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ[7] -

ترجمہ: اور گواہی کو چھپایا نہ کرو اور جو کوئی گواہی کو چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہو گا۔

وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَـقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَـقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ[8]۔

ترجمہ: اور نہ گڈمڈ کرو حق کیساتھ باطل کو اور نہ چھپاؤ حق کو درانحالیکہ تم جانتے ہو۔

ابلاغ کا کام خبر پہنچانا ہے اور ایک اہم اسلامی اصول ہے کہ بلا تحقیق بات کو بیان نہ کیا

جائے اور نہ ہی اسے بڑھاوا دیا جائے، ارشاد ربانی ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ[9]۔

ترجمہ: اے اہلِ ایمان! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شخص کوئی بڑی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو، مبادا کہ تم جا پڑو کسی قوم پر نادانی میں اور پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ[10]۔

ترجمہ: جب تم لے رہے تھے اسے اپنی زبانوں سے اور تم اپنے مونہوں سے وہ کچھ کہہ رہے تھے جس کے بارے میں تمہیں کوئی علم نہیں تھا اور تم اسے معمولی سمجھ رہے تھے 'جبکہ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات تھی۔

اس بارے میں حدیث مبارکہ ہے کہ:

إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث، ولا تجسسوا، ولا تناجشوا، ولا تحاسدوا، ولا تباغضوا[11]

ترجمہ: بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو، کسی کا عیب خواہمخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو۔

ذرائع ابلاغ معاشرے کی اصلاح میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ذرائع ابلاغ کو انہی مقاصد کے تحت لایا اور ان کا استعمال کیا جائے کہ افراد اور معاشرے کی فکری نشو و نما اسلام کے مطابق ہو۔ فرد ہو یا معاشرہ اس کی اصلاح کا مطلب اس کے فکر اور طرز عمل میں تبدیلی ہے اور تبدیلی لانے کیلئے اولین ضرورت صحیح و غلط میں تمیز کا شعور پیدا

کرنا ہے۔ یہ تمیز مؤثر ذرائع ابلاغ کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ لوگوں میں شعور پیدا کیا جائے کہ ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کس نہج پر ہیں۔ کون سی خرابیاں ہیں جو قومی اخلاق اور دینی لحاظ سے معاشرے کے انتشار اور بے راہ روی کا سبب ہیں۔ ان خرابیوں اور برائیوں کا شعور ذرائع ابلاغ کے ذریعے پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اور مؤثر ذرائع ابلاغ ہی کے ذریعے ایسی مؤثر فضا پیدا کی جائے کہ لوگ انفرادی اور اجتماعی و قومی سطح پر اپنی اصلاح قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق کر سکیں اور ایک پر امن فلاحی اسلامی معاشرہ قائم ہو کیونکہ آج ہمارے معاشرے کی جو روش ہے، اس کی خرابی میں ہمارے ذرائع ابلاغ نے مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ نے جو کچھ پیش کیا اور جو فضا تیار کی، اس میں اچھائی اور برائی کی تمیز ختم ہو گئی ہے۔ عوام پر ایسے نظریات مسلط کئے جارہے ہیں جس سے معاشرے میں منفی رجحان فروغ پا رہا ہے۔ لوگوں کی سوچ و فکر کے دائروں کو تبدیل کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے اسلامی تشخص اور معاشرتی روایات ختم ہوتی جارہی ہیں۔ پروپیگنڈے کے ذریعے اسلامی شعار کی تحقیر و توہین کی جارہی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ منفی پروپیگنڈے کا ذریعہ بن گئے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے مغرب نے مسلمانوں کو ایسی غلامانہ ذہنیت کا مالک بنا دیا ہے کہ خود ان کی اپنی نظر میں ان کی تہذیب قومی روایات اور نظریہ زندگی بے وقعت ہو کر رہ گئے ہیں۔ انہوں نے ذرائع ابلاغ جیسے خطرناک مؤثر ہتھیار سے وہ کام لیا جو بڑی سے بڑی فوجی قوت کے استعمال سے بھی ممکن نہیں تھا۔ ہر ایک ایسی نفسیاتی جنگ ہے جو بغیر ہتھیاروں کے کامیابی سے لڑی جارہی ہے۔

امت مسلمہ کے ہاں مضبوط خاندانی نظام موجود ہے جو معاشرتی ترقی اور امن و سکون کی فراہمی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے برعکس مغرب کا عائلی و خاندانی نظام بری طرح شکست وریخت کا شکار ہے۔ اہل مغرب اپنی قومی آمدنی کا بڑا حصہ شیزو فرینیا کے مریضوں کی صحت یابی کیلئے خرچ کر رہی ہے اور یہ بیماری خراب خاندانی حالات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ عصری ذرائع

ابلاغ ایسے پروگرام پیش کررہے ہیں جس سے مسلمانوں کا عائلی نظام بھی مسائل اور تباہی سے دو چار ہوتا جارہا ہے ذرائع ابلاغ کی تیز رفتار ترقی نے خاندانی نظام زندگی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔

میڈیا کے اس غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کے اثرت تو اب ظاہر ہونا شروع ہوئے ہیں۔ اس پر ہونے والے پروگراموں کی نہ کوئی اخلاقی قدر ہے نہ کو فکری اقدار نہ مذہب سے کوئی تعلق ٹی وی پر نشر کئے جانے والے پروگرام میں جس طرح تہذیب اور رسم ورواج کی ترغیب دی جارہی ہے۔ اس نے عام شخص کی زندگی کو مزید الجھا دیا ہے۔ "ہمارے اطراف میں لگے بڑے بڑے بل بورڈ جس پر رنگ برنگی پرنٹ پہنے ماڈلز، ٹی وی پر دکھانے والے خوابوں کی دنیا کے ڈرامے اور ان میں دکھائے جانے والے محبتوں کے جال اور بے باکی کے فیصلوں کی حوصلہ افزائی، شادی بیاہ کی غیر ضروری اور ان گنت رسم ورواج اور ان میں دکھائی جانے والی مہندیاں، ڈریسز ڈھولکل ڈھمکے، جبکہ اس کے مقابلے میں ان پڑھ غریب جنہیں ماں کی گود سے تعلیمی اداروں تک واحد جمع، مذکر مؤنث، مارننگ واک، قائد اعظم کے چودہ نکات اور مغلیہ دور کے عروج وزوال کے سوا معاشرے کا ایک بہترین فرد بنانے کے لئے کچھ پڑھایا نہ جاتا ہو وہاں قندیلیں پیدا ہوتی جاتی ہیں"[12]۔

میڈیا کی شتر بے مہار یلغار کا اثر ہے کہ مغربی دنیا کی طرح اب مسلم امہ بھی اسلامی اقدار سے عاری ہو رہی ہے۔ مغربی طرز معاشرت کی پیروی میں مسلم خواتین میں شرعی پردہ کا اہتمام تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔ اسلامی شرم وحیا عنقا ہو رہی ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں مرد وزن کا اختلاط عام ہو رہا ہے۔ مخلوط تعلیمی ادارے، ہسپتال، تفریح گاہیں، اونچے درجے کے ریسٹورنٹ و کلب وغیرہ تو اب یورپی معاشرے کا منظر پیش کرتے ہیں۔ ہم اپنے ملک اور معاشرے کو دیکھیں تو میڈیا کی وجہ سے طرز معاشرت پر اسکے نمایاں اثرات دیکھے جاسکتے ہیں گھریلو خواتین میں فیشن کو فروغ حاصل ہوا اور انہوں نے میڈیا پر دکھائے جانے والے اداکاراؤں، اور ماڈلز کی نقل میں خود کو ویسا ہی

ڈھالنے کی کوشش کی ہیں اور اپنے لباس میں تبدیلی پیدا کی ہے۔ کل تک ہمارے معاشرے میں لباس اور پہناوے میں شائستگی اور تہذیب کی جھلک تھی لیکن میڈیا نے ہی طرز معاشرت میں پہناوؤں، لباس کو یکسر بدل دیاہے۔ اب خواتین سر عام بلا جھجک کے پینٹ اور جینز میں نظر آتی ہیں۔ یہی نہیں اعلیٰ طبقے کی خواتین کا لباس اب عریانی کی حددوں کو پار کر رہاہے اور یہ تبدیلی انہی چینلز کی پیدا کردہ ہے۔ یہی نہیں اٹھنا بیٹھنا، نشست و برخاست سب میڈیا کے زیر اثر نظر آتا ہے، حتیٰ کہ گھروں کی سجاوٹ میں بھی خواتین میڈیا سے متاثر نظر آتی ہیں اور ماضی میں جو باتیں ہمارے معاشرے کیلئے ناقابل قبول تھیں اب ذرائع ابلاغ خاص کر ٹی وی چینلز کی وجہ سے رفتہ رفتہ قابل قبول ہو کر معاشرے کا حصہ بنتی جارہی ہیں مردوزن کا اختلاط، عورتوں کی بے پردگی، ٹیلی میڈیا میں کام کرنے والے مردو خواتین بھی شہوتوں کی کثرت کو فروغ دینے میں معاون بن رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ نے مساوات مردوزن کے نعرے میں عورت کو گھر سے نکالا اور بازاروں کی زینت بنا دیا۔ آزادی نسواں کے نام پر اس پر مشقت کا بوجھ لا دیا۔ اور معاشی چوراہوں پر بکاؤ مال بنا کر چھوڑ دیا۔ ذرائع ابلاغ نے عورت کو بطور اداکارہ گلوکارہ، اور ماڈل پیش کر کے اس کا استحصال کیا، کسی بھی اشتہار کو دیکھ لیں عورت اس کا لازمی جزہو گی گویا عورت کے بغیر اشتہار ہو ہی نہیں سکتا۔

جدید معاشرے میں عریانی و فحاشی اور بے حیائی پھیلانے میں ذرائع ابلاغ نے گھر گھر نقب لگائی ہے، ہر پروگرام میں عورت کھلے بال، کھلے بازو، ننگی پنڈلیوں اور نیم عریاں نظر آتی ہے، مختلف پروگراموں میں مخلوط مجالس، رقص اور نقل و حرکت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، مردو عورت کے آزادانہ اختلاط نے عورتوں میں حسن کی نمائش کے جذبے کو اجاگر کیاہے چنانچہ خوشبوئیات سے لیکر شیونگ کریم، بلیڈ، چائے سگریٹ ٹوتھ پیسٹ کے اشتہار میں عورت کی موجودگی کامیابی کی ضمانت ہے۔ کارخانوں، تعلیمی اداروں، ہوائی جہازوں، ہسپتالوں اور کاروباری اداروں میں عورت کو

کم حیثیت کام پر لگا کر ماں، بہن بیٹی کی حیثیت سے گرا دیا ہے۔ خود غرض سرمایہ داروں کے لشکر نے ہر ممکن تدبیر سے عوام کی شہوانی پیاس کو بھڑکانے میں لگا ہوا ہے۔ اور اپنے کاروبار کے فروغ کے لئے انھوں نے فحاشی و عریانی کو بڑھاوا دیا اور اس کام میں اعلیٰ درجہ کی ذہانت فن کاری اور نفسیات کی مہارت صرف کی جا رہی ہے تا کہ لوگوں کے ذہنوں پر ان کی گرفت مضبوط رہے[13]۔

ہمارے معاشرے پر بیرونی ثقافتی اثرات نمایاں طور سے دیکھے جا سکتے ہیں، عام طرز زندگی کا مشاہدہ کیا جائے تو طرز لباس سے لیکر رسم و رواج اور غیر مسلم تہوار تک ہمارے معاشرے کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ میڈیا کے شور و غل نے سچ اور جھوٹ کی پہچان مشکل بنا دی ہے۔ مباحثوں، خبروں اور دلکش پروگراموں کے ذریعے فکر، سوچ اور ذہن کو مسخر کیا جاتا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی میڈیا کی بھرپور یلغار کی بدولت آج اسلامی معاشرے میں فحاشی، عریانی رقص و سرور سب سے بڑھ کر لادینی لعنتوں کا سامنا ہے۔ ہندوانہ رسومات عام ہو رہی ہیں بچوں اور نوجوانوں کو مغربی اور ہندووانہ رسم رواج سے آشنا کر دیا گیا ہے۔ روشن خیالی اور تفریح کے نام پر نسلوں کو بدلا جا رہا ہے۔

ہمارا میڈیا اس وقت بھارتی کلچر کو فروغ دینے میں لگا ہوا ہے۔ ٹاک شوز، ڈراموں، فلموں اور تفریح کے دیگر پروگراموں میں بھی ہماری ثقافت کہیں نظر نہیں آتی۔ مختلف چینلز پر غیر ملکی ڈرامے اور فلمیں پیش کیجاتے ہیں جو نہ صرف ان کے رسم و رواج کو پروان چڑھا رہے ہیں، بلکہ ان کے مذہبی رسومات کو بھی بڑے ہی مؤثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ خاص طور سے جو انڈین ڈرامے، فلمیں اور کارٹون دکھاتے ہیں ان پروگراموں کو بڑے پر کشش انداز میں رسم و رواج سے بھرپور پیش کیا جاتا ہے۔ اسی بنا پر لوگ ان کی جانب راغب ہوتے ہیں اور ہر چھوٹا بڑا ان پروگراموں کا گرویدہ ہے اور مسلسل دن رات انہی پروگراموں کو دیکھتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ اسی زبان کا بھی استعمال کرتے ہیں جو ان پروگراموں کی ہوتی ہے اور اسی انداز بیان کو بھی

اپناتے ہیں۔ محمد زاہد سعید لکھتے ہیں کہ: "بھارت نے اپنی فلموں اور بعد ازیں ڈراموں کی مدد سے ہمارے معاشرے کا چلن ہی بدل کر رکھ دیا ہے اردو میں فارسی اور عربی کے الفاظ نئی نسل کو سمجھ نہیں آتے بلکہ اندھی الفاظ ان کی جگہ لے چکے ہیں"[14]

بچے جو قوم کا اثاثہ اور کسی بھی قوم کا آنے والا کل ہوتے ہیں اور وہی قوم ترقی کر سکتی ہے جس کے دامن میں جسمانی و نفسیاتی اور روحانی اعتبار سے صحت مند قوم ہو گی۔ "عصری ذرائع ابلاغ بچوں کو ایسے مشاغل میں مصروف رکھتے ہیں کہ وہ نہ صرف جسمانی اعتبار سے سست، مایوس اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں بلکہ تشدد اور فحاشی کے مناظر ان پر زہریلے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹی وی پر دکھائے جانے والے تشدد اور جرائم میں معاشرے میں بچوں میں بڑھتی ہوئی سنگدلی، درشتی اور بے ادبی میں واضح تعلق موجود ہے"[15]۔

بچوں میں تقلید کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ ٹیلی ویژن دلکش ذرائع ابلاغ ہونے کی بنا پر بچوں کو بہت جلد اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ تصویر ظاہر ہونا، محترک ہونا بچوں کی متجسس ذہن کو اپنی طرف مبذول کرنا ہے۔ مغربی طرز کے پروگرام انہی کی تہذہب و ثقافت اور تعلیم و تربیت کے مطابق ہوتے ہیں۔ ان پروگراموں میں سب سے مؤثر کارٹون پروگرام ہیں جو بچوں میں بے حد مقبول ہیں۔ یہ بچوں کو مغربی ثقافت وروایت سے آگاہ کرتا ہے اور بچوں کے ذہنوں کو خاص سمت کا شعور دیا جارہا ہے۔ چونکہ کارٹون عموماً طلسماتی کردار پر مشتمل ہوتے ہیں جس میں کارٹون کے کردار کو عام انسانوں سے ہٹ کر غیر معمولی طاقت اور صلاحیت کا مالک دکھایا جاتا ہے اور بچے اسکے کارنامے دیکھ کر ان کرداروں سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اب تو کارٹون بھی مذہبی عقائد کی ترویج کیلئے استعمال ہونے لگے ہیں غیر مسلم ممالک اپنی مذہبی کتابوں میں موجود سوچ اور مواد کو کارٹون کی شکل میں پیش کر رہے ہیں جن کی وجہ سے مسلمان بچوں کی سوچ وفکر کو غیر محسوس انداز میں غیر

مذہبوں کی طرف راغب کیا جا رہا ہے۔ مسلمان بچے ان طلسماتی کرداروں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اور کچی عمر میں کسی غیر مذہب کی شخصیت سے اس طرح متاثر ہونا انتہائی خطرناک ہے۔ "ہم اپنے بچوں کو نادانستہ غیر محسوس انداز میں غیر مذہب کے تعلیمات سے روشناس کروا رہے ہیں۔ ایسے کارٹون جو مذہبی کرداروں میں ڈھلے نظر آتے ہیں، جن میں چھوٹا بھیم، جو مہابھارت جو ہندؤں کی ایک مقدس کتاب میں ایک بہادر شخص کے طور سے ہے اس کے ساتھ ہی کرشنا کا کارٹون اور اس کے علاوہ ہنومان بندر اور سور کی شکل کا کارٹون یہ سب وہ محرمات ہیں جن کا ہم تذکرہ بھی کرنا پسند نہیں کریں گے۔ لیکن کارٹون کی صورت میں ہمارے بچوں کے ذہنوں پر اثرانداز ہو رہے ہیں"[16]۔

اس کے علاوہ ایسے ویڈیو گیمز بھی اب آ گئے ہیں جو مار کٹائی اور تشدد سے بھرپور ہیں ،بلکہ پوری طرح سے بچوں کے ذہن کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی مذہبی سوچ کو بھی بدل رہی ہے۔ اس کے اثرات بھی کارٹونز کی طرح ہی ہیں، ان ویڈیو گیمز سے بچوں کے ناپختہ ذہنوں میں تشدد کا مزاج فروغ پاتا ہے۔ ایک دوسرے کو مارنا، سر پھاڑ ڈالنا، دوسروں کو گالیاں دینا دوسرے کو گرانے اور پچھاڑنے کے لئے کسی بھی حد سے گزر جانے کی نوعیت کے جذبات ابھرتے ہیں۔

معاشرتی نفسیات کے امریکی ماہر ڈاکٹر البرٹ بندورا(Dr. Albert Bandura) کے مطابق بچے آموزش بذریعہ تقلید سے بہت سی عادتیں اور طریقے سیکھتا ہے اور بچے دوسروں کی تقلید بہت جلد کرتے ہیں ، بندورا کا کہنا ہے کہ :"اس طریقے سے سیکھے ہوئے افعال فرد کے ذہن میں محفوظ ہو جاتے ہیں اور وہ ان کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً بچے لڑائی کے مناظر سے بھرپور فلمیں دیکھ کر جارحیت سیکھ جاتے ہیں۔ البرٹ نے بچوں کو ایک فلم دکھائی جس میں ایک خاتون ہتھوڑے کی مدد سے گڑیوں کو توڑتی پھوڑتی نظر آتی ہے۔ فلم دکھانے کے بعد جب بچوں کو گڑیاں کھیلنے کو دی گئی تو بچوں نے فلم میں دکھائی جانے والی خاتون کی تقلید میں گڑیوں کیساتھ جارحانہ رویے کا مظاہرہ کیا"[17]

خلاصہ بحث:

جدید میڈیا پر پیش کئے جانے والے ڈرامے فلمیں، مارننگ شوز، میوزیکل پروگرام کسی بھی طرح سے ہمارے ثقافتی و مذہبی اقدار کے مطابق نہیں ہیں۔ میڈیا نے عوام کی سوچ و فکر کو متاثر کیا ہے حال ہی میں ایک چائے والے کو اس کی خوبصورت کی بنا پر ہیرو بنا کر پیش کیا گیا تو کیا اس ملک میں اساتذہ ڈاکٹر، انجینئر، دوسرے ہنر مندوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ان کے کارناموں کی کوئی وقعت نہیں، وہ طالبعلم جو دن رات محنت کرتے ہیں، کیا ان پر اس کے منفی اثرات مرتب نہیں ہونگے جب ہمارا معیار صرف اداکار اور ناچ گانے والے رہے جائیں گے ؟ در حقیقت ان ہی ذرائع ابلاغ نے ہی اسلامی اقدار کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

جدید ذرائع ابلاغ کے عوام پر ایسے نظریات مسلط کئے جا رہے ہیں جس سے معاشرے میں منفی رجحان فروغ پا رہا ہے۔ لوگوں کی سوچ و فکر کے دائروں کو تبدیل کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے اسلامی تشخص اور معاشرتی روایات ختم ہوتی جا رہی ہیں۔ پروپیگنڈے کے ذریعے اسلامی شعار کی تحقیر و توہین کی جا رہی ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ منفی پروپیگنڈے کا ذریعہ بن گئے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کو استعمال کر کے مغرب نے مسلمانوں کو ایسی غلامانہ ذہنیت کا مالک بنا دیا ہے کہ خود ان کی اپنی نظر میں ان کی تہذیب قومی روایات اور نظریہ زندگی بے وقعت ہو کر رہ گئے ہیں۔ انہوں نے ذرائع ابلاغ جیسے خطرناک مؤثر ہتھیار سے وہ کام لیا جو بڑی سے بڑی فوجی قوت کے استعمال سے بھی ممکن نہیں تھا۔ یہ ایک ایسی نفسیاتی جنگ ہے جو بغیر ہتھیاروں کے کامیابی سے لڑی جا رہی ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ، پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کے کرتا دھرتا پڑھے لکھے لوگ ہیں اسلئے یہ تو کوئی بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ ہمارے قومی نظریہ یا ہماری معاشرتی اور دینی اقدار و روایات سے نابلد ہیں۔ اس لئے لامحالہ یہی رائے قائم کی جا سکتی ہے کہ ان اقدار و روایات کا ایک خاص مشن کے

تحت جان بوجھ کر مذاق اڑایا جا رہاہے۔یہ مشن کیاہے؟بظاہر تو یہی معلوم ہوتاہے کہ" ملت پاکستان کے بدن سے روح محمدﷺ نکال دو"۔

جدید دور میں میڈیاکوبہت آزادی دی گئی لیکن اس قسم کی شتر بے مہاراور مادر پدر آزاد آزادی کے بے حد منفی اثرات سامنے آئے۔اس سے خاندانی نظام ختم ہورہاہے،بچوں میں بڑوں کاادب اوربڑوں میں بچوں سے مخصوص انسیت ختم ہوتی جارہی ہے۔شرم وحیا تو گویا ماضی کی کتابوں کا حصہ بن گئی۔لحاظ ومروت تواب کسی کومعلوم ہی نہیں کہ کس چیز کانام تھابس آزادی بولڈ ہونا ،منہ پھٹ ہوناہی شاید نئی تہذیب ہےاسکی وجہ صرف ہمارا میڈیاہے کیونکہ میڈیا کے پاس کوئی واضح مقصد ہی نہیں۔ہمارے معاشرے میں پورا میڈیا چند مالکان اور مخصوص طبقہ فکر کے چند صحافیوں کے نظریات کے گرد رقص کررہاہےاورپوری قوم انکے ہاتھوں یرغمال بنی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔صحافت کواگرہم معاشرے کاآئینہ کہتے ہیں تویہ آئینہ صرف جرم،سیکس،لچر پن کو ہی کیوں دکھارہاہے؟کیا ہمارامعاشرہ عریان زدہ معاشرہ ہی رہ گیا ہے؟ہاں اب مکمل طورپرتہذیب وتمدن ختم ہوتاجا رہاہے۔دوسرے جرائم کوتو دکھادیاجاتاہےلیکن سزاکے بارے میں کیوں کچھ نہیں بتایاجاتا؟اس سےان ناپختہ ذہنوں میں جوابھی"جرم وسزا"کی نوعیت کونہیں سمجھتے،انکوایک"محرک"مل جاتاہےوہ بھی"جرم" کرکے دیکھتے ہیں کیونکہ انہوں نےیہ دیکھ لیاہوتاہے کہ اس سے پہلے اس جرم کی سزا نہیں مل سکی۔اس صورت میں پورا معاشرہ ہی مجرموں کامعاشرہ دکھائی دیتاہے،عدم تحفظ کا احساس پیداہوتاہےاورخوف جنم لیتا ہے۔مجرموں کی اسطرح سے تشہیرہوتی ہے کہ وہ ہیرو دکھائی دیتے ہیں اوران گنت ناپختہ اذہان منفی اثرات قبول کرلیتے ہیں جرائم کی غیر معمولی تشہیر برائی کواچھالنے کے ذیل میں آتی ہے۔برائی کو اچھالنا صحافت کے مسلمہ ضابطے کی

خلاف ورزی بھی ہے اوراسلامی تعلیمات کی بھی منافی ہے۔

حوالہ جات

[1] الیسوعی،لویس معلوف،مترجم عصمت ابوسلیم،لاہور،مکتبہ دانیال،ص76

[2] ایس ایم شاہد، مطالعہ صحافت،لاہور،پبلشرز ایمپوریم،1998ء،ص47

[3] ایضاً،ص23

[4] الاحزاب 70:33

[5] البقرہ2: 263

[6] الانعام6: 152

[7] البقرہ2: 283

[8] البقرہ2: 42

[9] الحجرات49: 6

[10] النور24: 15

[11] الخطیب العمری،ولی الدین محمد بن عبداللہ،مشکواۃ المصابیح،مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ،کتاب الادب،باب السلام،الفصل الاول،حدیث957

[12] نوازش، علی معین، حساب تو دیناہی ہو گا،روزنامہ جنگ،کوئٹہ،20جولائی2016ء،ص3

[13] شیخ،وسیم اکبر،ڈاکٹر،ذرائع ابلاغ اور اسلام،نعمانی کتب خانہ،لاہور،2015ء،ص171

[14] محمد زاہد سعید بدر،"کشمیر اور بھارتی نفسیاتی جنگ"لاہور،روزنامہ نوائے وقت،18اکتوبر2016ء

[15] خالد علوی،ڈاکٹر"اسلام کا معاشرتی نظام"،لاہور،الفیصل ناشران،ص438

[16] مفتی،محمد شہزاد،"کارٹون بینی،ویڈیوگیم اور مسلمان بچے"کراچی،رطیب پبلیشرز،ص21-22

[17] عبدالحمید،"نفسیات"،لاہور،اردو سائنس بورڈ،ص287